السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نکاح شغار کی تحقیق یعنی نکاح مبادلہ

عرب کے دور جاہلیت میں عام طور پر نکاحوں میں معاوضہ نکاح بصورت مہر مقرر ہوتا ہے۔ جس کی ایک صورت یہ تھی۔ کہ ایک شخص اپنی لڑکی یا قریبہ کسی دوسرے کے لڑکے یا قریبی سے نکاح کر دیتا۔ اس شرط پر کہ تو اپنی لڑکی یا قریبہ میرے ساتھ یا میرے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے۔ مہر اس میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام شغار (1) تھا۔ پس شغار کے معنی ادو میں نکاح مبادلہ ہیں اور پنجابی زبان میں ''وٹہ داساک'' حدیث شریف میں اس قسم کے نکاح کی بابت منع آیا ہے۔ اب علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے۔ شغار میں اگر فریقین کے طرف سے مہر کی نفی و تو نکاح جائز نہ ہوگا۔ اگر مہر مقرر ہو تو چاہیے کہ باصورت تبادلہ ہو نکاح جائز ہے۔ راقم مضمون (مولوی عبد الجلیل صاحب کی تحقیق فریق ثانی سے متفق ہے۔ اس لئے فریق اول کے جواب میں آپ نے مضمون بھیجا ہے جو درج زیل ہے۔ (مدیر

پرچہ تنظیم میں اپریل 35ء سمہ میں بطور ضمیمہ مسئلہ شغار کی ایک بسیط تحریر طبع ہو رہی ہے۔ مگر فی الحقیقت وہ تحقیق تحقیق نہیں ہے۔ محدثین کے مسلک سے کوسوں دور ہے۔ حضرت شیخ الہند شمس العلما مولانا سید محمد نزیر حسین قدس اللہ سرہ العزیز کا مہر گروہ ودیگر اہل حق کا فتویٰ دربارہ جواز مع المہر خروج آن از شغار منہی عنہ مطبوع ضمیمہ فتاویٰ نزیریہ موجود ہے۔ پھر مع المہر کو شغار منہی عنہ میں داخل کرنا متفقہ مسئلہ علمائے اہل حدیث کے خلاف کر کے۔جماعت اہلحدیث میں ایک جداگانہ شک پیدا کرنا مناسب معلوم ہوا کہ امر کے متعلق ایک مضمون مختصر حوالہ قلم ہو جس سے حقیقت مسئلہ کی منکشف ہو۔ پس واضح ہو۔ کہ حدیث لاشغار فی الاسلام سے نفی کر رہی ہے۔ یعنی اسلام میں شغار نہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے۔ کہ اسلام کے سوا کسی اور میں شغار تھا جس کو شارع علیہ السلام اپنے مذہب میں مغایر فرماتے ہیں۔

کتب کے ملاحظ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاہلیت یعنی زمانہ رسالت مآب ﷺ کے قبل کے لوگوں کا ایک معمول بہ نکاح تھا۔ صراح و منتہی الارب میں ہے۔

شغار بالکسر نکاح جاہلیۃ مختار الصحاح رازی وصحاح جوہری میں ہے۔ الشغار بالکسر نکاح کان فی الجاہلیۃ مصباح المنیر میں ہے۔ وکان شعا ہاتاج المصادر بہیقی میں ہے۔ المشاغرۃ من الشغار وہو نکاح کان فی الجاہلیۃ۔ ابن العربی احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔ فان الناس کانوا یتنا کحون فی الجاہلیہ بالشغار امام نووي شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ کان شغار من جاہلیۃ ابن اثیر نہایہ میں۔ اور علامہ محمد طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہو نکاح معروف فی الجاہلیۃ ان آئمہ لغت کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ یہ جاہلیت کے زمانہ والوں کا ایک قسم کا نکاح ہے۔ زمانہ جاہلیت والوں کا یہ نکاح کس طور کا تھا۔ اس میں رائے زنی کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں۔ جب تک یہ ایک قوم کا مرسوم معاملہ ہے۔ تو بس ان میں ان کا طریق مرسوم معلوم ہو جانا بس کافی ہے جیسے کوئی امر توفیقی ہوا کرتا ہے۔ ان کے مرسومی معاملے میں فقہاء کو ان کی اصطلاح میں علماء کو رائے زنی کا کیا حق ہے۔ نہایہ ابن الاثیر و مجمع بحار الانوار میں ہے۔

ہو نکاح معروف فی الجاہلیۃ کان یقول الرجل للرجل شاغرنی اي زوجني اختلف او بنتک او من تلیا مرہا حتی ازوجک اختی او بنتی او من الی امرہا ولا یکون ینہنا مہر و تکون بضع کل واحدہ منہا ببضع الاخري

مقدمہ ابن رشد مالکی مختصر مدونہ ص 62 ج 3 میں ہے۔

کان الرجل فی الجاہلیۃ یقول للرجل شاغرنی اي زوجني ابنتک علی ان ازوجک ابنتی بلا مہر

علامہ بہیقی تاج المصادر اور جوہر صحاح میں اور رازی مختصر صحاح یعنی مختار میں اور فاضل جمالی صراح میں رقم طراز ہیں۔

ولفظ التاج المشاغرۃ من الشغار نکاح کان فی الجاہلیۃ وہو ان یقول الرجل للرجل اخر زوجنی بنتک او اختک علی ان ازوجک اختی او بنتی علی ان صداق کل واحدہ منہا بضع الاخري کانہا رفعا المہر واخلیا البضع عنہ ومنہ الحدیث لاشغار فی الاسلام

قاموس میں ہے۔

الشغار بالکسران تزوج الرجل امراۃ علی ان یزوجک اخری مہر صداق کل واحدۃ ببضع الاخری

اہل جاہلیت کا دستور العمل یہ تھا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ۔ کہ تو مجھ سے اپنی دختر ہمشیرہ یا جو بھی تیرے زیر ولایت ہو نکاح کر دے ۔ میں تجھ سے اپنی دختر یا ہمشیرہ یا جو بھی میرے زیر ولایت ہے نکاح کر دیتا ہوں ۔ مہر بھی کچھ نہیں ۔ فرج لو اور فرج دو ۔ آدمی دو اور آدمی لو ۔ یہ تھا وتیرہ اہل جاہلیت کا جیسے بیک زبان ائمہ لغت نے بیان کیا ہے ۔تاج العروس ص 307 میں ہے ۔

قال الشافعي وابو عبيدة وغيرہا من العلماء اشفار المنهى عنه ان يزوجه لرجل حريته على ان يزوجه المزوج حريته ل اخري ويكون صداق كل واحدة بضع الاخري كانهما رفعا المهر واخليه البضع عنه

ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لغت سے ہے ۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں ۔ سب واقف ہیں ۔ صاحب تاج العروس ان دونوں بزرگوں کے علاوہ بھی کل علماء سے بالاتفاق بیان کرتے ہیں ۔ شغار ممنوع وہی ہے ۔ جس میں آدمی اپنی محرمہ دے کر دوسرے کی محرمہ لے بلا مہر فرج منکوحہ دے کر فرج منکوحہ لے مہر بھی یہی سب کچھ ہے ۔ (ہدایۃ المجتہد ص 35 میں ہے ۔

فامانكاح الشغار فاتهم التفقوا على ان صفته هوان ينكح الرجل وليته رجلا اخر على ان ينكح الاخر وليته ولا صداق بينهما الا البضع هذه ببضع الاخر واتفقوا على انه نكاح غير جائز لثبوت النهى

شغار کی توصیف و تعریف میں سب علماء متفق ہیں ۔ وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ولیہ کا کسی دوسرے س اس بنا پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی ولیہ کا اس سے نکاح کر دے ۔ مہر ان میں کچھ نہیں یہی کہ منکوحہ لی ۔ منکوحہ دی ۔ نیز سب کا اتفاق ہے کہ یہ نکاح بایں صفت جائز نہیں ۔ ممانعت ثابت ہونے کیوجہ سے کتاب الام ص 68 جلد 5 میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

اذا انكح الرجل ابنته اولمراة بلى امرہا من كانت على ان ينكحه ابنته اوالمراه بلى امرہا من كانت على ان صداق كل واحدة منها بضع الاخري ولم يسم لواحدة منها صداق فهذا الشغار الذي نهى عنه رسول لله صلى الله عليه وسلم فلا يحل النكاح

جب آدمی اپنی دختر یا اپنی مولیہ جو بھی ہو ان کا نکاح کر دے ۔ اس بنا پر کہ دوسرا اپنی دختر یا اپنی مولیہ جو بھی ہو نکاح کر دے ۔ مہر میں یہی ایک کی فرج لینا دوسری کا دینا کسی ایک کا ذکر بھی نہ ہو ۔ پس یہی وہ شغار ہے ۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ۔ ان عبارتوں سے شغار کی اصلیت اور اس کی کیفیت روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی اور اھل جاہلیت میں جس طریق سے معمول تھا وہ بھی معلوم ہوگیا ۔

بالاتفاق آئمہ لغت و آئمہ اعلام زمانہ جاہلیت والوں کی غرض اس نکاح میں فرج کا فرج کے عوض اپنے لئے حلال کرنے کرانے ہی کی ہوا کرتی تھی ۔ لا غیر یہ مقصد نہیں کہ جو نکاح بلا ذکر مہر کے ہوا ہو ۔ وہ بھی شغار ہی ہے ۔ چونکہ ان کی غرض اصلاً مہر عدم کے تقرر کی نہیں ہوتی ۔ بلکہ کسی وجہ سے تقرر مہر نہ آیا ۔ مگر انھیں مہر دینا پڑے گا ۔ نکاح کے منعقد ہونے میں شبہ نہیں ۔ بخلاف شغار کے کہ اس میں مہر کا تقرر ہی مقصود نہیں ہوتا ۔ بلکہ فرج ہی فرج کے مقابلے میں دے دی اور لے لی ۔ یہی ان کی غرض ہے ۔ ان کی غایت یہی ان کا عندیہ ہے ۔ اور بس چھٹی مل گئی ۔ لہذا اس نکاح میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ نیز اگر کوئی اپنی مولیہ دے ۔ اور کسی کی مولیہ لے ۔ مگر باقاعدہ مہر وغیرہ کے ساتھ فرج کا فرج سے تبادلہ ہی مقصود نہ ہوا ۔ اس نکاح کو شغار نہیں کہتے ۔ لڑکی لینا لڑکی دینا مہر کے تقرر کے ساتھ شرعاً شغار میں داخل نہیں ۔ اہل جاہلیت و اہل اسلام ہر دو کی نیتوں میں ہی زمین آسمان کا فرق ہے ۔ اہل جاہلیت کی غرض لڑکی وغیرہ لینا اور دینا بطور تبادلہ کے مہر سے کوئی سروکار نہیں بلکہ فرض حلال کر دینا اور حلال کرا لینا فرج دے دلا کر یعنی اپنی مولیہ دے کر اس کے عوض میں کسی کی مولیہ لینا ہے ۔ اس میں ایک قسم کی خاص قباحت موجود ہے ۔

جس شغار جہالت کی آئمہ نے بالاتفاق تعریف کی ہے ۔ وہی احادیث مرفوعہ و آثار موقوفہ سے ثابت ہے ۔ احادیث مرفوعہ اگرچہ ضعف سے خالی نہیں ۔ لیکن تمام اہل علم کا اس پر اتفاق ہے ۔ لہذا قابل احتجاج ہونے میں شبہ نہیں ۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں متفقہ محدثین شغار کی تعریف کی ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

بعد نعدبل حديث الشغار ان يزوج الرجل ابنته على ان يزوجه الاخر ابنته واخته ولا صداق بنيها

میں کہتا ہوں کہ اس تعریف کی مخالفت صریح کسی ایک آدھ محدث سے بھی ثابت نہیں ۔ گویا یہ تعریف تمام محدثین و علمائے مجتہدین و آئمہ لغت کی متفقہ ہے ۔ مرفوع روایتوں میں سے ایک حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ۔

مرفوعا نى عن الشغار والشغار ان ينكح هذه بهذه بغير صداق بضع هذه صداق هذه وبضع هذه صداق هذه رواه البيهقى

دوسرے ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عن النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن المشاغرة والمشاغرة ان يقول زوج هذا من هذه من هذا بلا مهر رواه ابو الشيخ فى كتاب النكاح

یہ دونوں فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہیں ۔

۔ عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليس منا من ينتهب وقال لاشغار فى الاسلام والشغار ان تنكح المراة ان احدها الاخري بغير صداق 3

(رواه الطبرانى مجمع الزوائد ص 2678 ج 4)

(۔ عن ابن ابى كعب رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاشغار فى االسلام قالوا وما الشغار قال نكاح المرا آه بالمراة لا صداق بينها رواه الطبرانى فى الصغير والاوسط مجمع الزوائد ص ٢٦٦ ج ٤

حافظ ابن احجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص ص 294 میں فرماتے ہیں ۔

واسناده وان كان ضعيفا لكنا نستانس به فى هذا المقام

فتح الباری ص 140 جلد 9 میں ہے ۔

قال القرطبى تفسير اشغار موافق بما زكره اهل اللغه فان كان مرفوعا فهوا لمقصود وان كان من قول الصحابى فمقبول ايضا الانه اعلم بالمقابل واقعه بالحال

ہم نے ماناکہ ضعیف حدیث قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ مگر میرے محترم وہ کہ احادیث صحیحہ کے مقابلے میں جب واقع ہو حدیث لاشغار فی الاسلام وان احادیث ضعیفۃ میں کسی قسم کا بھی تعارض نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ملاحظہ فرمایئں۔ صحیح صریح نہیں ہوتی۔ یا غیر صحیح سے استدلال یا اس کی طرف اشارہ یا لفظ متابعۃ وضاحت کی بنا پر بیان کر دیا کرتے ہیں۔

افصاح نکت ابن الصلاح مین ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن جملہ صفات القبول التی لم یتعرض لہا شیخنا الحافظ یعن زین الدین العراقی ان یتفق العلماء بدلول حدیث فانہ یقبل حتی مجیب العمل بہ وقد صرح بذلک جماعۃ من ائمۃ الاصول الخ کذا فی التحفۃ المرضیۃ الملصدقۃ مع الطبرانی للقاضی حسین بن محسن الانصاري ص ٣٦٦

حافظ صاحب روپڑی نے علامہ شیر خیتی سے نقل کیا ہے۔

ومحل کونہ لا یعمل بالضعیف فی الاحکام مالم یکن تلقہ الناس بالقبول فان کان کذالک تعین وسار حجۃ یعمل بہ فی الاحکام وغیرہا کما قال الشافعی

اس جگہ ان احادیث ضعیفہ کے مدلول پر تلقی الناس بالقبول بالاتفاق موجود ہے۔ یہ حدیث لائق احتجاج ہویئں۔ مع ہذا روایات صحیحین تک ان کی موئد دیکھو صحیح بخاری کتاب لحیل و صحیح مسلم کتاب النکاح بعد حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا

قلت لنافع ما الشغار قال ینکح بنت لرجل و ینکحہ ابنتہ بغیر صداق و ینکح اخت الرجل و ینکحہ اختہ بغیر صداق

بخاری باب الشغار کے الفاظ یوں ہیں۔

والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الاخر ابنتہ یس بینہما صداق

صحیح مسلم میں بطریق ابو الرتاد ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں

ذاد ابن غیر الشغار ان یقول الرجل للوجل زوجتی ابنتک وازوجک ابنتی اوزوجنی اختلف وازوجک اختی

اس روایت مسلم میں مہر وغیرہ کا ذکر نہیں جس سے ہمارے محترم احباب بے جا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جو ان کی کوتاہ نظری ہے۔ ابو الرتاد سے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ص 139/2 میں ہے۔

ابن وہب عن ابی الرتاد عن ابیہ قال کان یکتب فی عہود السعاۃ ان ینتہوا اہل علہم عن الشغار والشغار ان ینکح الرجل امراۃ و ینکحہ الاخر امراۃ بضع احداہما بضع الاخري بغیر صداق وما یشبہ زلک

معلوم ہوا کہ یہ کسی راوی کا اس میں تصرف ہے۔ کہ جس نے لفظ صداق کا حذف کر دیا۔ وہ بھی شاید نہ پہنچنے کی بنا پر نہ کہ عمداً یہ کام کیا ہو۔ بلا ذکر مہر کے جو تفسیر ہے۔ وہ عبید اللہ کی ہے۔ دیکھو نسائی باب تفسیر الشغار جو نہ تابعی اور نہ ہی تبع تابعی ان سے نیچے علاوہ ازیں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خود یہ لفظ موجود ہیں۔ دیکھو خلافیات بہقی ورق نمبر 50

فی مسئۃ الشغار اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ انا ابو بکر محمد بن احمد بن حاتم فنا للبوا الموجہ انا صدقۃ ثنا عبدۃ عن ابی بکریب عن عبید اللہ عن ابی الرتاد عن لاعرج عنہ ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ الرجل ویزوج ابنتہ ولا صداق بینہما

اس روایت کی سند کی طرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارہ کیا ہے۔ بحمد اللہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی بلا مہر کی تقید ثابت ہوگئی۔ اب تمامی روایات مرفوعہ موقوفہ تفاسیر طریقہ و عمل اہل جاہلیت وتفاصیل آئمہ لغت وآئمہ محدثین وفقہاء ایک ہوگئیں۔ فلربنا الحمد ولہ المنۃ۔

علامہ خطابی کا معالم السنن میں کلام بھی اسی کو متقضی ہے۔ ص 193 جلد 3 میں بعد روایت نافع فرماتے ہیں۔

قال الشیخ تفسیر الشغار ما تبہ نافع وقد روي ابو داوٗد ایضا فی ہذا الباب باسنادہ عن الاعرج وزکر قصہ معاویۃ بلفظ وکانا جلاۃ صداقا ثم قال قال الشیخ فاذا دفع النکاح علی ہذہ الصفۃ کان باطلا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہ

اگر خطابی کے کلام میں جلاہ صداقانہ تسلیم کیا جائے۔ تو ان کے کلام میں مرابطہ مفقود ہو جاوے گا۔ معاویہ کی روایت کو اسی پر محمول کرنا لازمی امر ہے۔ تا اعرج کی اصل روایت کے بھی مخالف نہ ہو۔ اعرج ہی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا راوی ہے۔ اگر اس پر محمول نہ کیا جاوے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لکھنا کہ ہذا الشغار والذي نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل غلط ہوگا۔ چونکہ یہ تعریف کسی طریق سے بھی صحیح نہیں۔ نہ نبی کریم ﷺ سے نہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین یا تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے اور نہ ہی آئمہ لغت وفقہاء محدثین وغیر ہم سے اور نہ ہی معمول اہل جاہلیت اس کے مساعد ہے۔ (ابو عبد الکبیر محمد عبد الجلیل سامرودی کان اللہ لہ)

اہلحدیث

یہ تحقیق انیق قابل قبول ہے پہلے میرا فتوی یہی تھا مگر واقعات سے ثابت ہوا۔ کہ چند پیسے مہر رکھ کر بھی نکاح شغار میں بڑا فساد یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک فریق کا بہو سے کچھ بگاڑ ہوا۔ تو اپنی لڑکی روک لی۔ دوسرے فریق کو تکلیف دینے کےلئے یا ایک فریق نے بوجہ ناچاقی بہو کو معلق رکھا تو دوسرا اس طرح کرتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات بے گناہوں پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ اس لئے آج کل میرا فتوی یہ ہے۔ کہ نکاح شغار باوجود مہر کے بھی جائز نہیں (اہلحدیث امرتسر ص 168 ربیع الاول 54 ہجری سمہ)

شرفیہ

میں کہتا ہوں بالکل صحیح ہے ، گزشتہ سال میں نے ایک استفتاء میں مسئلہ شغار کا جواب اردو ہی میں لکھا تھا اس میں ہی تحقیق لکھی تھی جو مجیب صاحب نے لکھی ہے ۔ جواب لکھنے کے بعد محلی ابن حزم کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ۔ تو کیا دیکھتا ہوں ۔ اس نے اس مسئلہ میں انا ولا غیری کا ہڑ بم بپا کر رکھا ہے ۔ جیسے اس کی عادت ہے ۔ اور اپنی عادت سے مجبور بھی ہے ۔ خیر تو چونکہ اس کی کتاب عربی میں ہے ۔ اس لئے میں بھی اپنے فتوی کا ضمیمہ یعنی جواب محلی خرم شغار کا جواب عربی میں ہی لکھا تھا ۔ و باللہ التوفیق

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

(١ ... صلہ فی لغۃ الرفع یقال شغر الکلب اذا رفع رجلہ لیبول کانہ قال لا ترفع رجل بنتی حتی ارفع رجل بنتک (نووي

فتاویٰ ثنائیہ

جلد 2 ص 344

محدث فتویٰ